ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

الحکم

نمبر ۱۰ جلد ۱۵

۱۴ - مارچ سنہ ۱۹۱۱

(قادیان دار الامان)

ہفتہ وار

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ... پرنٹر پبلشر ... ہوا۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے۔ اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت ظاہر کیا جاوے۔

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجود ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھکر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹ جناب کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات۔ اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔

اگر آپ نے ابتک نہیں پڑھا تو ضرور منگائیے کہ اس میں **نور ہدایت اور شفا** ہے۔ ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ۔

نوٹ } سات پارے تیار ہیں۔ جو ماتقوں ہاتھ ہدیہ نا ظرین ہو سکتے ہیں سات کے اکٹھے خریدار معہ محصولڈاک سات روپیہ (۷عہ)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

احکام امیر

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے چند نہایت قیمتی ارشادات کو اس نیت سے شایع کرتا ہوں۔ کہ اگر احباب اس کو وقتاً فوقتاً پڑھ لیا کریں اور اس پر عمل کریں۔ تو انشاء اللہ اس سے بہت فایدہ اٹھائیں۔

(۱) گذشتہ سالانہ جلسہ کی پبلک تقریروں میں اور نیز اُن خاص ہدایات میں جو حضرت نے انجمنوں کے پریزیڈنٹوں اور سکرٹریوں کو فرمائیں۔ حضور نے بہت زور اس بات پر دیا تھا کہ تمام احمدی احباب دنیا میں صلح اور آشتی کیساتھ رہیں باہمی تفرقہ سے بالخصوص بچیں اور اپنے دلوں کو ہر قسم کے تباغض اور کدورتوں سے صاف کریں۔ اور اگر کسی سے زیادتی بھی ہو جائے۔ تو دوسرا فریق صبر کرے۔ صبر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا اجر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ان اللہ مع الصّٰبرین۔

(۲) ہر فرض نماز کے بعد کم از کم تین بار استغفر اللہ بآواز بلند پڑھا ہو۔

(۳) ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ دفعہ سُبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ ۳۳ دفعہ اللہ اکبر اور اس کے بعد لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو یحیی ویمیت وھو علیٰ کل شیٔ قدیر۔

(۴) وقتاً فوقتاً سبحان وبحمدہٖ سبحان العلی العظیم پڑھ لیا کرو۔

(۵) چونکہ ہماری جماعت کے لوگ تعداد میں قلیل اور طاقت میں کمزور ہیں۔ اور مخالفین ہماری جماعت کی ایذا رسانی میں کوشاں رہتے ہیں اس لئے تمام جماعت کیلئے دعا کیا کرو۔ ربنا لا تجعلنا فتنۃً للذین کفروا واغفر لنا ربنا انک انت العزیز الحکیم ترجمہ:۔ اے رب ہمارے ہمکو نہ بنا تختہ مشق واسطے منکر لوگوں کے اور بخش ہم کو اے ہمارے رب تحقیق تو غالب اور حکمت والا ہے۔

نوٹ:۔ یہ قرآنی دعا ہے قرآنی دعاؤں کا رکوع اور سجدہ کی حالت میں پڑھنا ممنوع ہے۔

خرد شمناں کے دفع کے لئے مندرجہ ذیل دعا کا حکم فرمایا کرتے ہیں۔ اللّٰھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم

(۶) سوتے وقت حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مندرجہ ذیل وظایف پڑھ لیا کرتے تھے۔ تسبیح و مندرجہ ذیل فقرہ نمبر ۳ اور آیۃ الکرسی۔ سورہ کافرون۔ سورۃ اخلاص۔ معوذتین یعنے سورۃ الفلق اور الناس۔ نیز مندرجہ ذیل دعا دایئں کروٹ پر لیٹ کر پڑھ لیا کرتے تھے۔ اللّٰھم اسلمت وجھی الیک والجأت ظھری الیک رغبۃً ورھبۃً الیک لا ملجأ ولا منجا منک الا الیک اللّٰھم امنت بکتابک الذی انزلت وبنبیک الذی ارسلت (یہ دعا صحیح بخاری سے ماخوذ ہے)

(۷) اپنے مکان اور شہر کیلئے دعا کرنا سنت ابراہیمی ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکّہ کے لئے دعا فرمائی تھی۔ رب اجعل ھٰذا البلد اٰمنا وارزق اھلہٗ من الثمرات ہماری جماعت بھی اپنے مکانوں اور شہروں کیلئے مندرجہ ذیل دعا تین دفعہ صبح کو اور تین دفعہ شام کو پڑھ لیجاوے بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہٖ شیٔ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق

(۹) باہم محبت اور اخوت قایم رکھنے کیلئے مندرجہ ذیل دعا ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم ۰ یہ بھی قرآنی دعا ہے۔

(۱۰) تمام غیر معمولی کاموں کے لئے حضرت نے استخاروں کے کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے (اہم کاموں میں مثلاً کسی کو دوکان یا کاروبار میں شریک بنانے میں۔ رشتے ناطے قایم کرنے میں۔ دوستی لگانے میں۔ کسی کو ہمسفر یا طالبعلم بنانے میں سات دفعہ استخارہ کر لیا کریں) اس کے لئے ہدایات درج ہیں حضرت نے فرمایا شیخ محی الدین بن عربی ایک استخارہ ہر روز آیندہ آٹھ پہر کے کاموں کیلئے کر لیا کرتے تھے۔

سوائے ان اوقات کے جنہیں نوافل کا پڑھنا ممنوع ہے۔ مثلاً صبح صادق کے پھٹنے سے طلوع آفتاب تک یا نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک غرض معلومہ کو مدنظر رکھکر کسی وقت دو رکعت نماز نفل پڑھی جائے۔ اسکے بعد دعا مندرجہ ذیل بعد فراغت از نماز پڑھ لے اور بیٹھا کر پڑھ لیجاوے یا نماز میں ہی تشہد کے بعد پڑھ لیجاوے اللّٰھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللّٰھم ان کنت تعلم ان ھٰذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ ان کنت تعلم ان ھٰذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہٖ

ترجمہ:۔ یا الٰہی میں تیرے علم سے خیر مانگتا ہوں۔ تیری قدرت میں سے طاقت مانگتا ہوں۔ اور تیرے فضل عظیم میں سے فضل مانگتا ہوں۔ کیونکہ تو سب طاقتوں والا ہے۔ میں بیکس ہوں تو علیم ہے۔ میں جاہل ہوں تو غیب کا جاننے والا ہے۔ اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین دنیا اور عافیت کیلئے اچھا ہو تو میرے لئے اُسے مقدر کر دے اور میرے لئے آسان کر دے۔ پھر اس میں مجھے برکت عطا فرما۔ اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین و دنیا کیلئے برا ہو تو اس کام سے مجھے روک دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور جیسے بھی یہ کام ہو مجھے اس میں خیر دے۔ اور مجھے اس سے راضی کر دے۔

استخارہ کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کو اپنا مشیر بنا لیتا ہے۔ استخارہ کے معنے ہیں خیر و برکت طلب کرنا۔ اس کا نتیجہ یہ ضروری نہیں ہوتا جیسا عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کام کے متعلق ضرور ہی کوئی اشارہ فرمائے۔ بلکہ یہ کہ اگر مجوزہ کام مفید ہو تو اس کے کرنے کی توفیق دے اور اس میں سہولت و برکت رکھدے۔ اور اگر کام مفید نہ ہو۔ تو اس سے روک دے۔ اگر عربی دعا یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں اسکا مفہوم ادا کر دے۔

(۱۱) علاوہ استغفار درود شریف۔ لاحول اور سورۃ فاتحہ کے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کثرت کے ساتھ ورد کرو۔

(۱۲) صحبت نیک کے حصول کیلئے اللّٰھم یسر لی جلیسا صالحا اور ترقی جماعت کیلئے رب ھب لی من الصّٰلحین پڑھا کرو۔

(۱۳) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی شفایابی اور درازی عمر کیلئے دعا کرنے کی ضرورت کو اس وقت بالخصوص خاکسار اپنی طرف سے تمام جماعت میں پیش کرتا ہے۔ اور خود دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس سرچشمہ ہدایت کو عرصہ دراز تک قایم رکھے۔ اور ہمیں اس چشمہ سے فیض حاصل کرنے کی توفیق دے آمین اس کے علاوہ قدرت ثانیہ کے ظہور کیلئے دعائیں کرنا بھی جماعت کیلئے ازبس ضروری ہے۔ چاہیئے کہ اس معاملہ میں تغافل نہ کیا جاوے۔ اللّٰھم ارزقنا حیاتنا واعذنا من دباءھا اللّٰھم حبّبنا

(۱۴) نماز میں تشہد کے بعد مندرجہ ذیل دعا کے پڑھنے کو حضرت خلیفۃ المسیح بہت ہی پسند فرماتے ہیں۔ فرمایا کرتے ہیں۔ کہ بعض آیمہ کرام نے اس دعا کے پڑھنے کو واجب قرار دیا ہے اللّٰھم انی اعوذ بک من الھم والحزن واعوذ بک من العجز والکسل واعوذ بک من الجبن والبخل واعوذ بک من ضلع الدّین وغلبۃ الرّجال۔

(۱۵) ہر ایک نئے شہر یا بستی میں داخل ہونے سے پہلے جس وقت وہاں کے مکانات پر نظر پڑے تو دعائے ذیل پڑھ لینا بہت فائدہ اور برکت دیتا ہے۔ اللّٰھم رب السمٰوٰت السبع وما اظللن ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الریاح وما ذرین ورب الشیاطین وما اضللن اللّٰھم اسئلک خیر ھٰذہ القریۃ وخیر اھلھا وخیر ما فیھا واعوذ بک من شر ھٰذہ القریۃ وشر اھلھا وشر ما فیھا اللّٰھم بارک لنا فیھا اللّٰھم بارک لنا فیھا اللّٰھم بارک لنا فیھا۔

خاکسار فرزند علی عفی عنہ ہیڈ کلرک قلعہ میگزین فیروز پور شہر

اطلاع

خریداران الحکم کے نام القایہ اور بقایا یا سالہائے ماسبق کی وصولی کیلئے وی پی جا رہے ہیں۔ کارخانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھکر احباب وصول کریں۔ کوئی دریافت طلب امر ہو تو امانت رکھ کر دریافت کریں۔

وصولی قیمت کے لئے جو وی پی جاتے ہیں۔ ان میں پرچہ جا رہے ہیں۔ تازہ پرچہ نہیں بھیجا جاتا۔ اور آئندہ یہی طریق رکھا گیا ہے۔

(ایڈیٹر)

الحق

رقیمہ جناب مولانا و بالفضل اولانا جناب مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔

ترجمہ

وہ حق آگیا اور ہر قسم کا باطل دور ہوگیا۔ کیونکہ اس حق کی آمد پر باطل کا دور ہونا ہی مقدر تھا

وہ حق کون ہے۔ وہ جناب مسیح کا "فارقلیط" اور "روح حق" جناب داؤد کا "پہلوان" جناب سلیمان کا "محمدیم" آل عدنان کا "فخر" اور بنی آدم کے حق میں رحمت [illegible] احمد مجتبےٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس کے وجود باجود سے توریت اور انجیل کی محتاج تکمیل پیشگوئیوں کی تکمیل اور تصدیق ہوگئی۔ قرآن کریم کا عجیب اسلوب ہے۔ کہ ہر ایک دعویٰ اور اس کی تصدیق و دلیل واضح اور قطعی کو بیان کرنا اس کا لازمی خاصہ ہے۔ اور درحقیقت یہ اسی مقدس کتاب کا خاصہ ہے۔ دوسری تمام کتابیں جنہیں الہامی مانا گیا ہے۔ ایسے بادلیل دعویٰ سے خاموش ہیں۔ قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دعویٰ پیش کیا۔ کہ وہ مرسل اللہ ہیں۔ لیکن چونکہ مجرد دعویٰ بلا دلیل سماعت اور قبولیت کے قابل نہیں ہوسکتا تھا۔ اس لئے اس دعویٰ پر عجیب دلیل پیش کی۔ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ۔ اور منکر کہتے ہیں تو مرسل نہیں ہے تو اس کے جواب میں کہہ۔ میں یقیناً مرسل ہوں اور میں اپنی رسالت کے ثبوت میں دو گواہ پیش کرتا ہوں۔ ایک اللہ۔ دوسرا وہ جو الہامی کتابوں کا علم رکھتا ہے۔ مطلب یہ کہ میری رسالت پر دو مستند گواہ موجود ہیں۔ ایک تو خود اللہ تعالیٰ اور اس کی گواہی یہ ہے۔ کہ وہ اپنی زبردست تائیدوں خوارق العادت نصرتوں سے میرے جیسے بظاہر ضعیف۔ مسکین۔ بے زور۔ بے جاہ۔ بے حشم۔ متروک القوم اور مبغوض خویش و بیگانہ کی ایسی باجلال شان اور عظمت ظاہر کریگا۔ کہ دشمنان حق کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی۔ وہ میرے ساتھ ہو کر میرے مقابل پر ہر متکبر اور صاحب نخوت کا سر توڑے گا۔ اور تمام مغرور اور گردن کش دنیا کی متفق اور مخالفانہ کوششوں کے خلاف وہ میرے وجود میں اپنا خدا ہونا ثابت کرے گا۔ اور دکھلائے گا۔ کہ کیونکر وہ ایک چھوٹے ہوئے بچے کو خود اپنی تربیت کی گود میں لیتا۔ اور کیونکر وہ ایک سرگردان کو جو دنیا کے زور اور قوت کی امداد سے مایوس ہو چکا تھا۔ کامیابی کا زریں تاج پہناتا ہے۔ اور ایک تنگدست و بےکس و بے یار کو کیسا غنی اور لاتعداد عیال کا خداوند بناتا ہے۔ اور عالم الکتاب کی گواہی یہ ہے۔ کہ وہ بول اٹھے۔ کہ یہ دعویٰ رسالت بلا تفاوت انبیائے سابقین کے دعاوی کا ہمرنگ اور اسی قسم کے ثبوتوں سے مؤید اور مزین ہے۔ جو ان راستبازوں کی نبوت کے ثبوت میں دیئے گئے ہیں۔

قرآن شریف میں خداوند حکیم نے آنحضرت کی اثبات نبوت کے لئے علاوہ اور بہت سے ثبوت کے طریقوں کے دو نہایت عجیب اور زبردست طریق اختیار کئے ہیں۔ اور ان پر مفصل اور مبسوط کلام کیا ہے۔ پہلا طریق یہ کہ بیان کامل (جو بظاہر اشد ضعیف ہے۔ اور بالفعل اس کی کامیابی اور غلبہ پر کوئی زیرک اور قیافہ حکم نہیں لگا سکتا) ضرور ضرور کامیاب ہوگا۔ اور یہ پتھر جو اب حقارت سے روندا جاتا ہے۔ ضرور کونے کا سرا ہوگا۔ چنانچہ جو اس پر پڑا چور چور ہو جائے گا اور جس پر یہ گرا اسے پیس ڈالے گا۔ فرمایا يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ - [illegible] ہیں۔ کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ قطعی فیصلہ کر چکا ہے۔ کہ وہ ضرور ضرور اپنے نور کو پورا کرے گا۔ اگرچہ تمام راستی کے دشمن اس سے ناراض ہو کر زور لگاویں۔ نور اللہ سے مراد آنجناب کی ذات مقدس ہے۔ اس کلمہ میں خود ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ کہ یہ انسان دوسرے مادی ضعیف انسانوں کی طرح نہیں۔ جن کی ہیئت کذائی اور ترکیب نوعی اس بات ممکن صلاحیت رکھتی ہے کہ ہلاکت کا عرضہ اور ہر قسم کی تباہیوں کا مورد بن سکے بلکہ یہ قادر مطلق خدا خالق ارض و سما کا نور ہے۔ یعنی یہ کوئی مادی اور ارضی چراغ نہیں۔ جس کی کمزور روشنی کو ہوا کا ذرا سا جھونکا بجھا سکے۔

دوسرا طریق قرآن نے یہ اختیار کیا ہے۔ کہ انبیائے بنی اسرائیل کے قصص کا بیان کا التزام فرمایا ہے۔ اس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام راستبازوں اور نبیوں کا کامل نمونہ اور مکمل مظہر ہیں جن پر الہام اور الہامی کتب کے ماننے والے ایمان لا چکے اور ان کی نبوت کے لئے میزان اور محک قرار دے چکے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ۔ یعنی ہم تیرے ساتھ اسی طرح ہم کلام ہوئے ہیں جیسے نوح اور اس کے پیچھے آنے والے نبیوں سے ہوئے۔ مطلب یہ کہ تیری سیرت اور دوسرے نبیوں کی سیرت بالکل ہمرنگ ہے۔ تیری نبوت کے انکار سے دوسرے انبیا کی نبوتوں کا انکار اور تیری سیرت پر اعتراض کرنے سے دوسرے راستبازوں کی سیرت پر اعتراض لازم آئے گا۔

اس امر کی تائید کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پاک اور قرآن کریم کو مصدق بھی کہا ہے جس سے غرض یہ ہے۔ کہ انبیائے سابقین کی نبوت اور تعلیمات تکمیل و تصدیق کی محتاج تھیں۔ اور وہ [illegible] تقاضا کرتی تھیں کہ ان کی سچی تاویل اور حقیقی مظہر [illegible] ہو۔ چنانچہ فاران کی تجلی اور سعیر کی روشنی [illegible] ہمارے ہادی و مولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ان کا واقعی [illegible] بنا دیا ہمارا ایک عالم کو دکھا دیا۔

ہمارے اس بیان مذکورہ بالا سے ایک سرسری دیکھنے والا شاید اس وہم میں پڑ سکتا ہے۔ کہ ہم نے اپنے پیشوا اور مسلم کتاب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے حق میں لاطائل اور غیر ضروری ثبوت دیئے ہیں۔ درحقیقت ہماری غرض اس مضمون میں یہ نہیں۔ کہ ہم خارجی دلائل سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کو ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ بلکہ ہماری غرض اس وقت یہی ہے۔ کہ جیسے ہماری مقدس کتاب نے اپنے حامل کی نبوت کے ثبوت میں قوت۔ شجاعت۔ طمانیت۔ سکینت اور استقامت سے بھرے ہوئے دعوے کئے ہیں۔ ایسے کسی اور مسلم الہامی کتاب نے نہیں کئے۔ حالانکہ خود الہامی کتاب کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ خاموشی کی مہر کو توڑ کر اپنے زور بیان اور تیغ زبان سے اپنا منزل من اللہ ہونا اور اپنے منسوب الیہ کا مامور و مکلم اللہ ہونا ثابت کرے۔ اور درحقیقت اگر بڑے غور و انصاف سے سوچا جاوے۔ تو یہ قوت یقین اور شجاعانہ دعویٰ اور تمام مخالفان حق کے مقابل پر بے نظیر جرأت سے یہ اظہار کرنا۔ کہ تمام انبیا کی نبوت اور خدا کی خدائی میری راستی اور صدق دعویٰ کی گواہ ہے یہ زور قلب مدعی کی صداقت کی ایسی بڑی زبردست دلیل ہے۔ کہ کوئی فلسفی اور منطقی دلیل اس کا ہم پلہ نہیں ہوسکتی۔ ایک دل کا بودا جس کو اپنی ناتوانی اور بے سروسامانی کا پورا شعور اور بصیرت ہے۔ ایک معتمد کذاب جس کا سارا تار و پود محض دھوکا اور بناوٹ ہے۔ ہرگز اس کے لب و لہجہ میں۔ اس کے اقوال میں اس کے افعال و حرکات میں۔ اس کے اعضاء کے تحرکات میں وہ قوت وہ طلاقت وہ وقار۔ وہ خودداری اور استقامت نہیں ہو سکتی۔ جو ایک سچے راستباز میں ہوسکتی ہے۔ جسے کامل وثوق ہے کہ اس کا سکہ کھوٹا نہیں۔ اور اس لئے اسے ذرا بھی ہراس نہیں کہ وہ پوری دلیری سے صرافوں کے بازار میں کھڑا ہو کر اس کے کامل العیار ہونے کا دعویٰ کرے۔ سب سے بڑا دعویٰ اور درحقیقت کپکپا دینے والا دعویٰ۔ ایک عالم میں زلزلہ ڈالنے والا دعویٰ۔ تمام ایسے علماء و حکماء کو جو کیفیات قلب اور اس کے پرزور جذبات و واردات کے مطالعہ میں مصروف رہتے ہیں۔ پرزور کشش سے اپنی طرف متوجہ کرنے والا وہ دعویٰ ہے۔ جو ہماری اس آیت شریفہ میں مشتمل ہے۔ جسے ہم نے زیب عنوان کیا ہے

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا یعنی وہ عظیم الشان حق جس کی تمام انبیا خبر دیتے چلے آئے تھے۔ وہ باجلال باکمال حق جو تمام حقوں اور صداقتوں کا مجموعہ ہے۔ آگیا اور اس کے آنے پر الباطل۔ یعنی عظیم الشان باطل۔ شرک معہ اپنے تمام اقسام کے نیست و نابود ہوگیا۔ اور اس عالمگیر باطل کے حق میں فتویٰ ازلی لگ چکا تھا۔ کہ اس زور آور حق کے آنے پر اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اس موقعہ پر ہم تھوڑی دیر کے لئے توقف کرتے اور ایک طالب حق [illegible] امیدوار کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ اس دعویٰ [illegible] اور اس کے گنبد عالم میں گونجنے والی صدا پر کان لگائے۔ اور پھر دل کو ہر قسم کے [illegible] سے خالی کر کے تامل کرے۔ کہ اس دعویٰ میں کس قدر شاندار قوت بھری ہوئی ہے

اور دعویٰ کرنے والا کس قلبی اعتماد اور زلزلہ نہ کھانے والی جرأت سے مقابلے کے میدان میں اپنے تئیں کھڑا کرتا ہے۔ یہ بالکل الگ بحث ہے کہ آیا ایسے زبردست دعویٰ کے شایان و مناسب حال ویسا ہی درخشان اور تسکین بخش ثبوت بھی پیش کیا گیا ہے؟ کم سے کم اتنا تو ہر عالم کتب مقدسہ کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ کسی الہامی کتاب میں اس قسم کے جلیل دعویٰ کی کوئی نظیر پائی جاتی ہے؟ رہا ثبوت دعویٰ وہ جدا مبحث ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے اور ہماری دعویٰ بھی کورانہ نہیں بلکہ علیٰ بصیرہ دعویٰ ہے۔ کہ قرآن کریم کا یہ دعویٰ حقاً و صدقاً لانظیر و لاعدیل ہے۔ اور پھر ہم اس بات کا دعویٰ کرنے بھی مطلق ہراسان و پشیمان نہیں۔ کہ جیسے ہماری مقدس و معصوم کتاب کا یہ دعویٰ اپنے لانے والے کی نسبت بے نظیر ہے۔ ویسے ہی ہمارے سید و مولا رحمت عالم و عالمیان کی عملی زندگی۔ آپ کی حیرت انگیز کارروائیاں بھی قاطع ثبوتوں اور سیری بخش حجتوں کے جلد رشک کے ساتھ لانظیر و لاسہیم ہیں۔ اس میں ذرا بھی کلام نہیں ہو سکتا۔ کہ جس طرح قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعاوی نبوت۔ نصرۃ و تائیدات الٰہیہ کے پُر زور بیانات سے بھرا ہوا ہے۔ اُسی طرح آپ کے سچے واقعات زندگی۔ آپ کی بلا کم و کاست سوانح عمری جو احادیث صحیحہ کی دواوین میں مسطور ہیں۔ ان دعاوی کا عملی ثبوت دینے کو ہر وقت تیار کھڑی ہیں۔ اور فی الحقیقت کون شخص اس بات سے انکار کر سکتا ہے سوائے ایسے شخص کے جس کی تاریخ عالم پر کبھی بھی نظر نہیں پڑی کہ مصلحان عالم میں سے جنہیں تاریخ کے دفتروں میں جگہ ملی ہے سوائے نبی عرب۔ مصلح بنی نوع انسان کے (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کوئی بھی ایسا نبی اور مصلح ہوا ہے۔ جس کے واقعات زندگی پر کچھ بھی یقینی روشنی پڑ سکے۔ بنی اسرائیل کا وہ صاحب عزم نبی متکبر مصری کا سر توڑنے والا بے مثل پہلوان جس کے قومی کارنامے اجمالی طور پر توریت سے ملتے ہیں۔ کوئی دلیری اور قطعیت سے دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ اس کے تمام واقعات زندگی جزءً و کلاً۔ کماً و کیفاً منضبط ہو گئے ہیں۔ تعجب اور نہائت تعجب کی بات ہے۔ کہ اتنی بڑی قوم دنیا میں باقی رہ جائے۔ جس کا یہ دعویٰ ہو کہ وہ اس کی فوق الفوق تعظیم کرنے والی ہے۔ اور کوئی نہیں بتا سکتا۔ کہ کبھی نہ جھکنے والا ابن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام آخر اس دنیا کی مرحلہ پیمائی سے تھک کر کہاں سویا۔ وہ اس ملعون و مغضوب قوم۔ ناشکرگذار قوم کے افتراؤں اور بہتانوں کا ہدف۔ عاجز اور مسکین آدم جسے مادہ پرست نادان دوستوں نے بزور خدائی کی گدی پر بٹھانے کی کوشش کی۔ حیرت پر حیرت ہے۔ کہ کوئی بھی تین برس کے (اور وہ شکی اور ظنی) واقعات زندگی کے سوا اس کی ابتدائی کارروائی کا کچھ بھی بیّن ثبوت نہیں دے سکتا۔ علیٰ ہذا سب مصلحان سلف کی لائف خواہ وہ قدامین کے زمرے مانی گئی ہو۔ خواہ کسی قوم نے انہیں کاذب کہا ہو بالکل دھندلی اور تاریک ہے۔ یورپ کے بعض فاضل جن کی آنکھیں تعصب کے غبار سے کسی قدر صاف ہوئی ہیں۔ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی سوانح عمری ہی ایسی ہے۔ جسے منضبط اور مدوّن اور سچی تاریخ کہنا بالکل سچ اور حق ہے۔ باقی سب گذشتہ بندیاں اور ریفارمروں کی زندگی کے واقعات دیو و پری کے افسانو کے ہمرنگ ہو گئے ہیں۔

غرض یہ دعویٰ کہ حضور مقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام الحق تھا ہیں۔ یعنی عظیم الشان حق۔ اور ہر قسم کے حق و صدق اور جمیع انواع تعلیمات حقہ کا مجموعہ اور مظہر تام۔ اور وہ وہ حق لیکر لیکر اور اس حق کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ جو نہ یہودیت میں باقی رہا تھا۔ نہ عیسائیت میں۔ نہ صابئین اس کے متکفل رہے تھے۔ نہ زردشتی۔ نہ وہ ویدوں کے دفتر وں میں مذکور و مسطور تھا۔ نہ پورانوں میں۔ یہ ایسا دعویٰ ہے۔ کہ بالبداہت سننے والے کے دل میں ندرت پسندی اور تحقیق حق کا اشتعال پیدا کرنے کا قوی مادہ رکھتا ہے۔ اس دعویٰ الحق کی قدر و قیمت اس وقت معلوم ہوتی ہے۔ جب ہم اُس ہمہ تن معجزہ اور سراسر اعجوبہ انسان اور نادرۂ روزگار آدم کو دیکھتے ہیں۔ کہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ بڑی شان و شوکت سے مدینہ طیبہ سے نکلا ہے۔ اور نہائت ہی قلیل عرصہ میں بڑے باجلال فاتح کی صورت میں اُس مقدس سرزمین میں داخل ہوتا ہے۔ جس کا آنا بموجب اس صادق پیشگوئی کے ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الیٰ معاد ہر وقت امید آمیز انتظار لگا رہتا تھا۔ اور بیت اللہ کے آستانہ پر کھڑے ہو کر کس زور اور کامیابی کے لہجہ میں اس آیت کو پڑھتا ہے۔ جاء الحق و زھق الباطل۔ ان الباطل کان زھوقاً اور زھق الباطل پڑھتے وقت ان مختلف معبودوں اور پرستش کے نشانوں کی طرف اشارہ فرماتا ہے جو مختلف اقوام کی امید و بیم کی مرجع و ماویٰ تھی۔ کتب سیر کے جاننے والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ جہاں مشرکان عرب کے مسلم معبودوں کے نمونے اُس بیت ایل میں تھے اس کے ساتھ یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ اقوام کے مشرکانہ عقائد کے مظہر اور نمونے بھی وہاں موجود تھے سو الحق کی تشریف آوری کے ساتھ یہودیت اور عیسائیت اور بت پرستی کے منحوس اور ناپاک عقیدے اور ان کے مظاہر نہ صرف ہمیشہ کے لئے اس پاک سرزمین ہی سے جلا وطن ہو گئے۔ بلکہ اُس نور اللہ کے تجلی فرما ہونے پر تمام عالم کی آنکھوں میں اُن کی مہیب اور زشت صورتیں آشکار ہو گئیں۔ اور ایک عالم کے دل میں ان جہنمی زنجیروں اور دھکتی آگ سے مخلصی پانے کا مضطربانہ جوش پیدا ہو گیا اور بموجب اس زبردست پیشگوئی کے وما یبدئ الباطل وما یعید۔ یعنی اس الحق کے حریف و دشمن الباطل کو اس کے بعد پھر عود اور رجوع نصیب نہ ہو گا۔ ہم صاف صاف دیکھتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کے نزول اور حضرت سید ولد آدم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد پھر شرک کے اقسام کو خواہ وہ عیسیٰ پرستی کی صورت میں ہوں۔ خواہ وہ اگنی [illegible] لوہا کی شکل میں وہ قوت اور سطوت نصیب نہیں [illegible]۔ جو اس سے پہلے تھی کیونکہ اس سے پہلے اس کا کوئی ایسا مسلم عدو اور حریف [illegible] نہیں ہوا تھا۔ اور نہ کوئی ایسا [illegible] تھا۔ جو مختلف پیرایوں میں اس کے عیوب و قبائح کو دنیا پر واضح کرتا۔ اور قانون قدرت میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جب کسی امر کے خلاف کوئی جوش اور اشتعال پیدا ہو جائے۔ اور وہ امر ہو بھی اپنی ذات میں بودا اور کمزور تو پھر اُس کی وہ پہلے کی سی قوت اور جبروت باقی نہیں رہتی۔ اسلام نے جس قدر پُر زور کوششیں اس ظلم عظیم اور شرک جسیم یعنی الوہیت مسیح کے ابطال میں ہر زمانہ کے اندر کی ہیں۔ وہ ایسی بار آور اور سرسبز ہوئی ہیں۔ کہ اس بات کا مشہودی ثبوت دینے میں ہمیں کوئی بھی دقت معلوم نہیں ہوتی۔ اگرچہ انسان پرست نصرانی دنیا نے بڑی جد و جہد سے اس ناشدنی گردن زدنی عقیدہ کے اردگرد گھاس پھونس کی ٹٹیاں کھڑی کر کے اُسے قلعبند اور متحصن بنایا۔ مگر بقول کارلائل صاحب کے اسلام کیا تھا۔ ایک چنگاڑی تھی۔ جو آسمان سے اتری۔ جس نے عرب کی سرزمین کو جو بارود کی طرح تھی۔ آناً فاناً مشتعل کر دیا میں کہتا ہوں۔ اصالۃً و ذاتاً عرب کو اور تبعاً مشرکان عرب کے مثیلوں کے عقائد باطلہ کے خارو خس کو جلا کر راکھ کر ڈالا۔ وہ چنگاڑی جو اسلام کی باطن سوز آگ سے اتری۔ آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کیسی عیسائیت کے قلب و جگر پر جا کر پڑی ہے اور پورے بھروسہ سے امید کی جاتی ہے۔ کہ انشاء اللہ عیسائی دنیا میں بہت جلد مذہبی انقلاب واقع ہونے والا ہے۔

الغرض اُس ذوالجلال الحق کے ناقابل دفع حملوں کی زد سے بچنے کے لئے نہ صرف عیسائی بلکہ اُن کے حقیقی بھائی آریہ ورت کے زنار بند۔ ضعیف القلب۔ مادہ پرست ابنائے دنیا بھی پکار اُٹھے۔ کہ وہ مشرک نہیں ہیں۔ اب ہر ایک خدا ترس منصف سوچکر دیکھے کہ اس حیرت انگیز کامیابی کی کوئی نظیر بھی دنیا میں پائی جاتی ہے۔ جو ذوالقوۃ الحق کو نصیب ہوئی۔ درحقیقت ایک ہی مبارک اور مقدس کامل انسان ہوا ہے۔ جس نے پوری کامیابی کا تاج سر پر رکھا۔ اور اپنے ہاتھ کے لگائے ہوئے پودے کا اپنے جیتے جی پھل بھی کھایا۔ اور خوب سیر ہو کر کھایا۔ اور وہ الحق بشیر۔ نذیر۔ سراج منیر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ اے میرے خدا۔ میرے مولا مجھے اور میرے تمام احباب کو توفیق عنائت فرما۔ کہ اس الحق کے اتباع کے رنگ میں رنگین ہو کر باطل کے مرجوم لشکر کے مقابلہ میں ثابت قدم اور مستقیم ہو جائیں۔

دردلم جوشد ثنائے سرورے

آنکہ درخوبی ندارد ہمسرے
آنکہ جانش عاشق یار ازل
آنکہ روحش واصل آن دلبرے
آنکہ مجذوب عنایات حقست
ہمچو طفلے پروریدہ لببرے
آنکہ دربر و کرم بحر عظیم
آنکہ در لطف اتم یکتا درے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

صدائے ناصر

امّا بعد جملہ احباب پر واضح ہو کہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ اس میں مردے بھی زندہ ہوگئے ہیں۔ اور تم تو زندہ رسول زندہ کتاب کے پیرو ہو۔ اور تمہارا امام مسیح و مہدی ہے تمہیں بطریق اولے زندہ دل اور ہوشیار ہونا اچھا ہے۔ دیکھو زمانہ جاگ رہا ہے۔ اور ہزاروں برس کی مری ہوئی قومیں بیدار ہو رہی ہیں۔ ہندو بت پرستی چھوڑ کر توحید کے دعوے دار ہوگئے ہیں۔ اور تمہاری خوشہ چینی سے تھوڑے بہت توحید الٰہی پر قایم ہوئے ہیں۔ عیسائی قومیں تثلیث کو ترک کر رہی ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کی خدائی تزلزل میں ہے۔ غرضیکہ ہر طرف توحید کا ڈنکا بج رہا ہے۔ اور علم کی ندیاں بہ رہی ہیں۔ ترقی کا جوش دنیا میں پھیل رہا ہے اس کا سبب تمہارے امام کی آمد ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کیطرف سے نور نازل ہوا اور جب نور آتا ہے تو ظلمت ضرور دور ہو جاتی ہے۔ لہذا اس نور توحید اور نور علم کے اصلی وارث تمہیں ہو۔ تم پر یہ فضل کی بارش بالخصوص ہوئی ہے گو کہ اور لوگوں نے بھی اس سے بقدر اپنی لیاقت اور حوصلہ کے فائدہ اٹھالیا ہے۔ چونکہ روح بغیر جسم کے قایم نہیں رہ سکتی یہ تجربہ اور مشاہدہ کی بات ہے۔ لہذا پہلے جسم کے لئے ہر چیز مہیا ہوتی ہے۔ پھر روح کی باری آتی ہے پہلے جسم انسانی بنتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اسی طرح اس زمانہ میں پہلے انگریز دنیا کی اصلاح کے لئے دور دراز ملک سے آئے پھر امام وقت پیدا ہوا۔ تاکہ اس پُرامن سلطنت کے زیر سایہ اپنے مشن کو رونق دے۔ اور لوگ وعافیت سے خدا کے سلسلہ میں ہوں اور کوئی ظلم اور جابر لوگوں کو اس سلسلہ میں آنے سے نہ روک سکے۔ اب ترقی کے آثار چار جانب عیاں ہو رہے ہیں۔ اور اسی کا یہ بھی ایک کرشمہ ہے۔ کہ سنہ ۱۹۱۱ء میں مسلمانوں کو یونیورسٹی کا خیال پیدا ہوا۔ اور ہز ہائینس آغا خان صاحب بالقابہ جیسے معزز۔ . . . . اس کے حامی اور سرپرست بنے۔ اور چند روز میں بیس لاکھ روپیہ مسلمانوں نے ہاتھوں ہاتھ جمع کر لیا ہے۔ امید ہے کہ ایک کروڑ روپیہ اس کام کے لئے انشاء اللہ تعالےٰ جمع ہو جاویگا۔ غور کرو کہ کجا مسلمانان ہند اور کجا کروڑ روپیہ ترقی علم کے لئے جمع کرنا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مسلمانان ہند کنگال ہیں۔ ان کے پاس روپیہ نہیں ہے۔ بے شک روپیہ تو تھوڑا بہت ان کے پاس ہے مگر ترقی دین و دنیا کے لئے نہیں بلکہ عیش و آرام کیلئے۔ بد افعالیوں کیلئے۔ بیجا فیاضیوں کیلئے۔ ناچ رنگ کیلئے۔ اس وقت سے پہلے کبھی کبھی (تیرہویں صدی سے لیکر آجتک) مسلمانوں نے کوئی کام بنیک اتفاق اور محبت سے کیا تھا۔ یہ ہمارے امام کی برکت ہے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے ہم تو یہی کہیں گے۔ کہ یہ سب کچھ اسی امام عالیمقام کا طفیل ہے پھر خود سوچو کہ غیروں نے جب اس کی آمد سے اس قدر فایدہ حاصل کیا۔ تو تم جو اس کے بچوں کیطرح ہو کیوں پیچھے رہو۔ تم بھی کوشش کرو۔ کمر باندھو۔ قادیان جو تمہارا مرکز . . . . . . ہے اس کے آباد کرنے میں سرگرمی دکھاؤ۔ اور جو جو کام وہاں ادھورے پڑے ہیں۔ ان کو پورا کرو۔ ہائی سکول کی عمارت ابھی شروع بھی نہیں ہوئی۔ لوگ یونیورسٹی کے لئے روپیہ بہم پہونچا چکے ہیں۔ تم نے ہائی سکول کے لئے بھی سرمایہ جمع نہیں کیا۔ افسوس!

اس وقت میرا مطلب . . . . آپ صاحبان کو تکلیف دینے سے اور بھی ایک کام کیلئے کچھ مانگنا ہے۔ اور اوپر کی کل تحریر بطور تمہید کے تھی۔ وہ کام قادیان کے مہاجرین کیلئے چند مکان بنانے ہیں۔ جن کے لئے مجھے پریشانی ہے اور میرا دل دردمند ہے۔ قادیان میں لوگ دین سیکھنے کیلئے آتے ہیں۔ بعض انمیں سے یہیں رہجاتے ہیں۔ کچھ تو ان میں سے مجرد ہوتے ہیں۔ اور کچھ ان میں سے بیوی بچے بھی ہمراہ رکھتے ہیں۔ مجردوں کیلئے تو مہمان خانہ ہے۔ لیکن عیالداروں اور مہاجرین کیلئے کوئی سامان نہیں۔ وہ بیچارے تکلیف بھگت رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ان کی مدد کیلئے مجھے منتخب فرما دیا ہے اور میرے دلمیں ان کے لئے سچا جوش بخشا ہے۔ اس لئے میں پارہ کیطرح بیقرار رہتا ہوں۔ اور ایک عاشق کی مانند سرگرداں پھرتا ہوں۔ اے احمدی قوم تمہاری آنکھوں میں سر آغا خان صاحب بالقابہ سے کم نہیں ہے۔ ساری مسلمان قوموں نے ان کا ارشاد مان لیا اور متفرق فرقوں نے بغیر چون چرا روپیہ دینے کا وعدہ کر لیا۔ حالانکہ وہ آپسمیں بالکل جُدا جُدا ہیں۔ لیکن تم ایک امام کے سلسلہ میں ہو۔ ایک خلیفہ کے ماتحت ہو۔ میں تمہارا روحانی بزرگ ہوں۔ تم مجھے اس نیک کام میں مدد دو اور دس ہزار روپیہ جو تمہارے نزدیک ایک ادنےٰ رقم ہے۔ بہم پہونچا دو۔ تاکہ یہ ضعفا آباد ہو کر تمہیں دعائیں دیں۔ اور اللہ تعالےٰ تمہیں اس نیک کام کا اجر بخشے اور دین و دنیا میں آباد و شاد فرمائے۔ نواب محمد علی خان صاحب نے ایک قطعہ زمین دار الضعفاء کے لئے عطا فرمایا ہے جسمیں ۲۲ مکان تیار ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ انہیں دین و دنیا میں کامیاب کرے حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک مکان بنا دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ایک مکان کا روپیہ اس عاجز کے پاس جمع ہے۔ اب کل بیس مکانوں کے واسطے روپیہ درکار ہے۔ اور اندازاً ہر مکان پر تین سو روپیہ خرچ ہوگا۔ اس حساب سے چھ ہزار روپیہ اور مطلوب ہے۔ اگر ہر ایک جماعت تین تین سو روپیہ عنایت فرمادے۔ تو جھٹ پٹ یہ کام اسی سال میں پورا ہو جائیگا اصل میں ہماری نظر تو خدا تعالیٰ ہی پر ہے وہی اس کام کو پورا کریگا اور جس پر اس کے کرم کی نظر ہوگی اس کے دل کو اس کار خیر کے لئے کھولدیگا۔ مضمون لکھنا بظاہر ہمارا کام ہے لیکن اس میں تاثیر ڈالنا اسی مالک الملک کا کام ہے۔

اس عاجز نے ایک نظم بھی امداد دار الضعفاء کی لکھی تھی جو ۲۳ فروری ۱۹۱۱ء کے بدر میں اور ۲۸ فروری ۱۹۱۱ء کے الحکم میں چھپ چکی ہے۔ اس سے بعض احباب کو کچھ تاثیر ہوئی۔ دلی سے ایک دوست کی بیوی اور بیٹی نے مبلغ پندرہ روپیہ فوراً ارسال کئے۔ احباب سے التجا ہے۔ اپنے گھروں میں بھی اس نظم کو سنا دیں۔ عورتیں نرم دل ہوتی ہیں۔ امید کہ اپنے نانا صاحب کی پریشانی پر رحم کریں گی۔ اور ضعفاء کو آباد کر کے خود بھی دونوں جہان میں آباد و شاد ہوں گی اور ان کی اولاد و مال میں اللہ تعالےٰ برکت عطا فرماویگا۔
وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد حسبی اللہ
ونعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

میر ناصر نواب ۲ مارچ ۱۹۱۱ء قادیان

انصار اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے اشتہار من انصاری الی اللہ کے جواب میں چند دوستوں کی آواز آئی ہے جو کہ بڑی خوشی سے اس انجمن کے ممبر بننا چاہتے ہیں۔ لیکن اکثر احباب بلا استخارہ کے اپنا نام شامل کروانا چاہتے ہیں۔ اور زور دیتے ہیں کہ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست میں ایسے احباب کو اور ان کے ہم خیال و دیگر دوسرے احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ سات دفعہ استخارہ کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ استخارہ ہمیشہ کار خیر میں ہی ہوتا ہے۔ استخارہ کے معنے ہیں۔ خیر طلب کرنا پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ بُرے کام میں انسان اللہ تعالےٰ سے خیر کا طالب ہو یہ تو نیک کام ہی ہیں جنکے متعلق اللہ تعالےٰ سے انسان نیکی کا طالب ہوتا ہے اور درمیان میں مصیبتوں اور بلاؤں سے نجات مانگتا ہے۔ اور دوسرے استخارہ کی شرط سے استقلال کی آزمایش بھی منظور ہے۔ بعض دوست ایسے بھی ہیں جنکو استخارہ پر زور دیا گیا ہے تو وہ چند دن کے بعد تھک گئے۔ اور سات دفعہ استخارہ نہ کرسکے۔ اور اس پر انجمن میں شامل ہونیسے رہ گئے۔ پس استخارہ کا ہونا بڑا ضروری ہے اور آئندہ جو احباب اس انجمن کی ممبری کی درخواست کریں وہ اول سات دفعہ استخارہ کر کے مجھے اطلاع دیں۔

اس جگہ میں ان دوستوں کی غلطی بھی دور کرنا چاہتا ہوں۔ جنکا خیال ہے کہ استخارہ پر خواب بھی ضرور آنی چاہیئے۔ بلکہ استخارہ سے خواب کا کوئی تعلق نہیں۔ استخارہ تو ایک دعا ہے کہ الٰہی اگر یہ کام میرے لئے مبارک ہے تو مجھے اس کے کرنے کی طاقت دے اور اگر بُرا ہے تو مجھے اس سے روک دے۔ اور اس کے بعد جو کچھ دلمیں آئے وہ کرے یہ ضروری نہیں کہ خواب ہی آئے۔

اس وقت تک کے درج شدہ ممبروں کی فہرست درج ذیل کرتا ہوں تاکہ وہ ایکدوسرے سے آگاہ ہو جاویں

(۱) مولوی سید سرور شاہ صاحب قادیان ضلع گورداسپور۔
(۲) حافظ روشن علی صاحب " " "
(۳) منشی احمد دین صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ۔
(۴) منشی فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک قلعہ میگزین فیروزپور
(۵) شیخ عبد الرحمٰن صاحب نومسلم لاہوری قادیان (گورداسپور)
(۶) سید صادق حسین صاحب مختار عدالت۔ اٹاوہ۔
(۷) شیخ غلام احمد صاحب واعظ قادیان (گورداسپور)
(۸) میاں خدا داد صاحب رسالدار رسالہ دار سیول کور نمبر ۳۰ کرانچی چھاونی

علاوہ ان احباب کے چند اور دوست استخارہ میں مشغول ہیں۔

آخر میں اپنے دوستوں کو اس انجمن کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیح کی رائے سے اطلاع دیتا ہوں کہ آپ نے اسے اسقدر پسند فرمایا ہے جب میرا مضمون بدر میں چھپا تو آپ نے باوجود بیماری کے شروع سے لیکر آخر تک اُسے پڑھا۔ اور آخر میں مجھ سے فرمایا کہ میں بھی آپ کے انصار اللہ میں شامل ہوں۔ میرے خیال میں۔ میرے خیال میں ایک پیارا اپنے مریدین کے کسی کام پر اتنے زیادہ خوش پُرزور الفاظ میں پسندیدگی کا اظہار نہیں کرسکتا ورنہ خادم مخدوم کا کیا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ میں نے یہ الفاظ اسلئے درج کئے ہیں کہ تا میرے احباب اس بات کا یقین رکھیں کہ ہم خدا کے فضل سے کسی فضول کام کے درپے نہیں ہیں۔ والسلام۔

خاکسار۔ مرزا محمود احمد قادیان

مضمون خاص

۱۲-ربیع الاوّل

(از مرزا محمد نذیر عرشیؔ مولوی فاضل منشی فاضل)

آج ۱۲-ربیع الاول سنہ ۱۳۲۹ھ کی صبح اس ۱۲-ربیع الاول کے مبارک دن کی یاد دلاتی ہے۔ جس میں دنیا بھر کا سب سے عالی پایہ، سب سے زیادہ اولوالعزم، سب سے زیادہ مبارک قدم، سب سے زیادہ نیک سیرت، اور سب سے زیادہ نیک نیت انسان پیدا ہوا۔ **اور پورے ۶۳ سال** تک دنیا کو اعلیٰ شرافت اور سچی محبت کا نمونہ دکھا کر **۱۲-ہی ربیع الاول** کو اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس چلا گیا۔

وہ عالی پایہ انسان جس کے ساتھ مقام اعلیٰ تک جاتے ہوئے فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں۔ وہ اولوالعزم انسان جو ایک یتیم خاک نشین کی حیثیت سے اٹھ کر قصر قیصر اور ایوان کسریٰ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے والا ہے۔ وہ مبارک قدم انسان جس کے وجود باجود کے طفیل دنیا کی خزاں خوردہ کھیتی رحمت الٰہی کے چشمہ سے سیراب ہونے والی ہے۔ وہ نیک سیرت انسان جس کی کشادہ اور روشن پیشانی کی ٹھنڈی ٹھنڈی شعاعوں سے دشمنوں کی بھی تلخ کامی کی راتیں جگمگا جانے والی ہیں۔ وہ پاک نیت انسان جس کے خالص ارادے اور سچے مقصود پر دنیا جہان کے خزانے نثار اور عالم بھر کی سلطنتوں کے تخت و تاج قربان ہونے والے ہیں۔ کون؟

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اے احمد مجتبیٰ علیک الصلوٰۃ × مقصود ازل لی علیک الصلوٰۃ
کافر بود آنکس کہ نگوید باصدق × ساہنشاہ دوسرا علیک الصلوٰۃ

آج ۱۲-ربیع الاول کی صبح زبان حال سے لوگوں کو پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مسلمانو! آج اس سید المرسلین کی ولادت کا دن ہے۔ جس کی سکھلائی ہوئی عبادات سے تم روحانی ثمرات حاصل کر رہے ہو جس کے قایم کردہ محکم اصولوں پر تمہارے دنیوی آرام و آسائش کا مدار ہے۔ جس نے تم کو انسان بننے کا گر سکھلایا جس نے تم کو انسانوں کیساتھ سلوک کرنیکا طریقہ بتایا۔ مسلمانو! آج اس سید المرسلین کی ولادت کو تیرہ سو بیاسیواں سال ختم ہوا ہے۔ اور آج ہی اس کو اپنے رفیق اعلیٰ کیطرف روانہ ہوئے تیرہ سو انیسواں سال پورا ہوا ہے۔ مسلمانو! آؤ مجلس منعقد کرو دنیا کے کاروبار تو روز ہوتے ہی رہیں گے۔ کچھ دیر تک اس محسن خلائق کی یاد تازہ کرنے کیلئے بھی بیٹھ جاؤ۔ جس کے بار احسان سے قیامت تک دنیا سبکدوش نہ ہوگی۔

مولود کا ذکر ہو یا سانحہ کربلا۔ ان میں واعظوں نے سامعین کی دلچسپی بڑھانے کیلئے موضوع اور ضعیف روایات کا بہت سا مسالہ شامل کر دیا ہے۔ مگر سچ پوچھو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے صاف اور سچے حالات بھی ایسی بلند شان رکھتے ہیں۔ جس تک کسی انسان کیا بلکہ کسی فرشتہ کے خیالات بھی نہیں پہونچ سکتے۔ ان پاک حالات کو تسخیر قلوب اور جذب طبائع کے لئے کسی رنگ آمیزی کی ضرورت نہیں ؎

چہ حاجت کہ نُہ کرسی آسمان
نہی زیر پائے قزل ارسلان

آں حضرت کی پاک زندگی کے سیدھے سادے حالات اور سچے اور صاف واقعات میں بھی نبوت و صداقت کا وہ نور چمک رہا ہے جو لاکھوں انسانوں کے دلوں کو منور کر چکا ہے اور کریگا۔ ان حالات کو اصلی روپ میں دکھانا کافی ہے۔ وہ حالات ہماری زبان آوری اور ہمارے مبالغہ اور ہماری فصاحت و بلاغت کے محتاج نہیں ہیں۔ ؎

نہ وصف ناتمام ما جمال یار مستغنی است
نہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

آپ کے سوا کون ہے جس کو اس کی سچائی اور راستبازی کی بدولت دشمن بھی صادق اور امین کے لقب سے پکارتے ہوں کون ہے، جس کے فیصلے پر مخالف راضی ہو جاتے ہوں۔ کون ہے جس نے سونے چاندی کے خزانوں اور ملک کی بادشاہی پر لات ماردی مگر اپنا عزم نہ چھوڑا ہو کون ہے جس نے سلاطین عالم کے دلوں پر اپنی عظمت کا سکہ بٹھا کر بھی ان لفظوں میں اپنی تواضع کا اظہار کیا ہو۔ کہ میں کوئی بادشاہ نہیں۔ بلکہ صرف ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جس کو کھانیکے خشک گوشت میسر آتا تھا۔ کون ہے جس نے دینی معاملہ میں کسی رشتہ دار یا عزیز دوست کی کبھی پرواہ نہ کی ہو کون ہے جس نے دشمنوں کا استہزا جھیلا۔ گالیاں کھائیں۔ سختیاں برداشت کیں۔ مگر اپنے ارادہ میں تزلزل نہ آنے دیا کون ہے؟ جو دشمنوں کے بڑے سے بڑے مظالم اٹھائے مگر کبھی ان سے انتقام لینے کا خیال تک دل میں نہ لائے۔ کون ہے! جس کے پاس نہ فوج ہو نہ خزانہ ہو دوست دشمن بنگئے ہوں خویش و اقارب بیگانے بنگئے ہوں۔ پھر بھی وہ ہمت نہ ہارے قاتل ننگی تلواروں کے ساتھ اس کو گھیرے کھڑے ہوں مگر وہ مایوس نہ ہوا ہو۔ اور اسکے حوصلہ اور عزم میں سرمو فرق نہ آیا ہو۔ کون ہے؟ جس کی زبان سے نکلنے والا کلام سامعین کے دلوں پر بیٹھتا ہو۔ اور اس کی سی فصاحت و بلاغت اور اثر کسی بشر کے کلام میں نہ پائی گئی ہو۔ اور جسکو سنکر دشمنوں کے دل بھی موم ہوگئے ہوں۔ قتل کی نیت سے آنیوالے شہید ہو کر گئے ہوں۔ کون ہے؟ جس نے مدرسہ میں تعلیم پائی ہو نہ پڑھنا لکھنا سیکھا ہو نہ وہ شاعر ہو نہ مضمون نگار ہو۔ نہ مصنف ہو پھر وہ ایسا کلام لوگوں کو سناتا ہو۔ جس کے آگے روئے زمین کے فصحا و بلغا سر تسلیم خم کرتے ہوں۔ کون ہے؟ جس نے ایک گاؤں میں پرورش پائی ہو۔ مگر وہ خدا کے حکم سے ایک ایسے عالمگیر تمدن کا بانی ہو۔ جس پر روئے زمین کے بڑے بڑے شہروں کی رونق کی بنیاد قایم ہو۔ کون ہے؟ جس کا زمانہ طفولیت یتیمی میں گذرا ہو۔ اور ماں باپ نے اس کو تربیت نہ دی ہو۔ مگر اسکی شرافت۔ اخلاق۔ سلیقہ کی باتیں مہذب دنیا کے بڑے بڑے تربیت یافتوں کیلئے اعلیٰ اصول کا کام دے رہی ہوں کون ہے جو ایک جاہل خاندان میں پیدا ہوا ہو۔ مگر اسکی خدا نی ذات کی بدولت دنیا بھر سے جہالت کی تاریکی دور ہونیوالی ہو کون ہے جس کی تصدیق اگلے نبیوں نے کی ہو۔ اور اگلی کتابوں نے کی ہو۔ اور اگلی امتوں کے علماء نے کی ہو۔ جس کی سچائی کے لئے معجزات شاہد ہوں۔ کون ہے؟ جو باوجود اعلیٰ درجہ کے عظمت و شان رکھنے کے اپنے اصحاب کے ساتھ بھائیوں اور دوستوں کیطرح خندہ پیشانی پیش آتا ہو۔ بیویوں کیساتھ نرمی اور تحمل کا برتاؤ رکھتا ہو۔ بچوں پر نہایت پیار اور شفقت رکھتا ہو کون ہے؟ جس نے لوگوں کے جان و مال کے مالک ہوتے ہوئے بھی اپنی دنیوی زندگی میں آرام و آسایش کا سامان بڑھانے کی کبھی خواہش نہ کی ہو۔ کون ہے؟ جس نے دم بھر میں نوے ہزار روپیہ محتاجوں کو تقسیم کر دیا ہو۔ مگر خود نان شبینہ گھر میں نہ ہونیکے باعث فاقہ کیا ہو۔ ان اوصاف کا انسان سوا آں حضرت ؐ کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ پس عالم دنیا میں آپکا امتیاز دکھانیکے لئے کسی مبالغہ کی ضرورت نہیں۔ یہی سیدھے سادے حالات کافی ہیں۔ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

(درروزانہ پیسہ اخبار لاہور)

ختم نبوت کا راز

ملفوظات احمد قادیانی

پہلے نبی ایک ایک قوم کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور اسی قدر سکھایا کرتے تھے۔ جو اسی قوم کی استعداد کے اندازہ کے موافق ہو۔ اور جن تعلیموں کی وہ لوگ برداشت نہیں کر سکتے تھے وہ تعلیمیں اسلام کی ان کو نہیں بتلاتے تھے۔ اس لئے ان لوگوں کا اسلام ناقص رہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان دینوں میں سے کسی دین کا نام اسلام نہیں رکھا گیا۔ مگر یہ دین جو ہمارے پاک نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت دنیا میں آیا اس میں تمام دنیا کی اصلاح منظور تھی۔ اور تمام استعدادوں کے موافق تعلیم دینا مدنظر تھا اس لئے یہ دین تمام دینوں کی نسبت اکمل اور اتم ہوا۔ اور اسی کا نام بالخصوصیت اسلام رکھا گیا۔ اور اسی دین کو خدا نے کامل کیا۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا یعنے آج میں نے دین کو کامل کیا۔ اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کیا۔ اور میں راضی ہوا کہ تمہارا دین اسلام ہو۔ قرآن کو تمام دنیا کی کامل اصلاح مدنظر تھی۔ جن میں عوام بھی تھے۔ اور خواص بھی تھے۔ اور حکماء اور فلاسفر بھی اس لئے انسانیت کے تمام قویٰ پر قرآن نے بحث کی اور یہ چاہا کہ انسان کی ساری قوتیں خدا تعالےٰ کی راہ میں فدا ہوں۔ اور یہ اسلئے ہوا کہ قرآن کا مدنظر انسان کی تمام استعدادیں تھیں۔ اور ہر ایک استعداد کی اصلاح منظور تھی۔ اور اسی وجہ سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ٹھیرے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر وہ تمام کام پورا ہوگیا۔ جو پہلے اس سے کسی نبی کے ہاتھ پر پورا نہیں ہوا تھا۔

انتہیٰ بلفظہ الشریف مطبوعہ ۱۹۰۸ء ضیاء الاسلام پریس قادیان صفحہ ۱۴۹ لغایت ۱۵۲ +

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سالگرہ

وکیل لکھتا ہے کہ "آجکل ہر ایک تعلیم یافتہ و ترقی پسند قوم اپنے بزرگوں کی سالگرہ مناتی ہے۔ افراد قوم کے دلوں میں اُن کی یادگار کو زندہ کرنے کے لئے اُن کے سوانح اور کارنامے بیان کئے جاتے ہیں۔ اور اس طرح ہر ایک شخص کو تعلیم دی جاتی ہے کہ ان بزرگوں کی اعلیٰ نظیر سے متاثر ہو۔ اُن کے طرز عمل کا تتبع کرے اور میدان زندگی میں اُن کے نقش قدم کو شمع راہ بنائے۔ ابھی چند دنوں کی بات ہے۔ کہ مصر میں تجارت پیشہ فرانسیسیوں نے اپنے نامور شاعر وکٹر ہیوگو کی سالگرہ منائی تھی۔ اسکندریہ کے فرانسیسی محلہ کی دل کھول کر آرائش کی گئی تھی اور شب کو ہر جانب چراغاں کا سماں نظر آرہا تھا۔ ایک نوعمر فرنچ لیڈی شام کو سیر کے لئے نکلی۔ ساتھ میں اُس کے چھوٹا سا بچہ بھی تھا جس کی عمر چھ برس سے زیادہ نہ تھی۔ گاڑی ایک موڑ پر پہونچی۔ جہاں وکٹر ہیوگو کی قدآدم تصویر لگی ہوئی تھی لیڈی نے دیکھتے ہی ایک لمحہ کے لئے گاڑی روک لی۔ اور ٹوپی اُتار کر مودّب بن بیٹھی متعجب ہو کر پوچھا "اماں جان! یہ کیا ہے" لیڈی نے جواب دیا "یہ اس شخص کی تصویر ہے۔ جس نے تیرے وطن (فرانس) کو نجات دلوائی عوام کو آزادی کے لئے اُبھارا ظلم کی حکومت توڑنے میں کوشش کی۔ اور تیرے ہموطنوں کے لئے باعث رحمت ہوا" بچہ نے بھی یہ سنتے ہی ادب سے ٹوپی اُتار لی اور بے ساختہ بول اٹھا۔ "میں اس بڑے شخص کو پیار کرتا ہوں۔ اور میں بھی ایسا ہی بنوں گا"۔ یہ ایک جزوی بات ہے۔ لیکن اس میں سبق آموز امر یہ ہے کہ مہذب قومیں نادان بچوں کے دلوں میں ہی بزرگوں کی عظمت کا نقش دلوں میں بٹھا کر اُن کے کارناموں کی پیروی کرنے کا کیونکر شوق دلاتی ہیں۔ اور اُس پاک روح کو کس طرح نئی نسل میں وسیع کیا کرتی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ہماری یہ حالت ہے کہ کروڑوں مسلمانوں میں شائد چند نفوس ہی بمشکل ایسے نکل سکیں گے۔ جو بزرگان اسلام کی شریفانہ و اعلیٰ مقاصد زندگی کی اسپرٹ کو قوم میں وسیع کرنے کی کوشش کرتے ہوں۔ بے شبہ ہمارے ہاں بھی بزرگوں کے عرس ہوتے ہیں برسی کی جاتی ہے۔ سالگرہ مناتے ہیں۔ مولود کی محفلیں ہوتی ہیں لیکن افسوس ہے۔ کہ یہ غرض کہیں بھی پیش نظر نہیں ہوتی۔ مجلس میلاد کی دہوم دہام سے تیاریاں ہوتی ہیں۔ نعتیہ غزلیں اور قصیدے پڑھے جاتے ہیں۔ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا معشوق ثابت کرنے کے لئے اُن تمام اوصاف پر زور دیا جاتا ہے۔ جو دُنیا میں عشق عاشقی کے لئے ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ اور جن کے بغیر ہماری سوسائٹی شان معشوقیت سے اثر پذیر نہیں ہوتی اور ہماری مذاق شاعری کو معاملہ بندی میں مزہ نہیں آتا۔ خدا کا وہ مقدس پیغامبر جس کا خاص مشن یہ تھا کہ دُنیا کو تاریکی سے نکالکر روشنی میں لائے۔ اس کی پاک نظیر کو بالکل ہی فراموش کر رکھا ہے۔ اور اگر کچھ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ تو صرف یسقدر کہ خدا اُس پر جان و دل سے عاشق تھا اور اسی لئے شب معراج کو اُسے اپنے پاس بلایا۔ زمین و آسمان کی زمام اختیار اُس کے قبضہ میں دیدی اور اُس کو قدرت عطا فرمائی۔ کہ نظام عالم کو جب اور جس طرح چاہے ایک اشارہ سے تبدیل کرتا رہے۔ ظاہر ہے کہ یہ باتیں خواہ کیسی ہی درست و مسلّم ہوں۔ مگر عوام میں ان خیالات کو عام کرنے سے وہ روح نہیں پیدا ہو سکتی۔ جو ایک برگزیدہ و اولوالعزم پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصلاحی مشن کی جان تھی اور جس کی تقلید و پیروی کے بغیر مسلمان کبھی اُبھر نہیں سکتے۔

مصر میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مولود کی مجلسیں ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے ۱۲ ربیع الاول کو عام جشن منایا جاتا ہے۔ شہروں میں آئینہ بندی ہوتی ہے۔ فوج کا عظیم الشان جلوس نکلتا ہے۔ اور نقیب الاشرف حضرت سید توفیق آفندی البکری جو بزرگان صوفیہ کے شیخ المشائخ اور سادات بنی فاطمہ کے سب سے بڑے پیشوا ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی بیان کر کے عام رائے کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ دُنیا کے فائدہ کے لئے اُس ذات بابرکات نے کیا کیا کام کئے تھے۔ اور اب اہل دُنیا اس کی بابرکت زندگی کے طریق عمل کو مشعل طریقت بنا کر کیا کیا فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ اس جشن میں ہر مذہب و ملت کے لوگ شریک ہوتے ہیں۔ مسلمان اگر پیغمبر سمجھ کر عظمت کرتے ہیں۔ تو قبطی و یہودی و عیسائی قومیں اس نظر سے احترام کرتی ہیں۔ کہ یہ ایک جلیل القدر مصلح کی سالگرہ کا دن ہے۔ جس کے اصلاحات نے زمانہ کو نورانی و تابناک بننے میں مدد دی۔ اور جس کے حکیمانہ اصولوں پر موجودہ تمدن کی بُنیاد قائم ہوئی۔

آج کے تیسرے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ ہوگی یہی وہ مقدس تاریخ ہے۔ جس کے مطلع سے آفتاب اسلام جلوہ گر ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار نے طلوع ہو کر دُنیا کے ہر ایک ذرہ میں یہ نورانی تعلیم وسیع کی تھی۔ کہ اس نور کی روشنی میں اگر ذرات بھی کوشش کریں تو آفتاب بن سکتے ہیں۔ آنحضرت سلام اللہ علیہ کی روشن تعلیمات کے جن سے زمانہ کی تاریکی روشنی سے تبدیل ہو گئی تھی۔ خاص خاص اصول یہ تھے۔

(۱) خدا کے ساتھ ہر ایک میں انسان کا تعلق نہایت محکم ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہی ایک بھروسہ ہے جس سے انسان کی زندگی کامیاب بن سکتی ہے۔

(۲) خدا کے علاوہ اور کسی کی پرستش نہ کرنی چاہئے اس لئے کہ جناب باری کے سوا اور کسی شخص میں کوئی ایسی طاقت نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے جو عام انسانی طاقتوں سے برتر ہو۔ یعنی سرسری نظر میں جن چیزوں کی معتقد ہیں۔ اگر کوشش کی جائے تو وہی برتری ان میں بھی خدا کے فضل سے پیدا ہو سکتی ہے۔ اور وہ بھی اسی جلالت و جبروت کو حاصل کر سکتی ہیں جو عوام میں عزت و عظمت کا معیار سمجھی جاتی ہیں۔

(۳) ہر شخص کو خدا کے بعد اپنی ذات پر بھروسہ کرنا چاہئے کیونکہ دوسروں پر بھروسہ کئے بیٹھے رہنے کے نتائج ہمیشہ ناکامی کی صورت میں ظاہر ہوا کرتے ہیں (یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم۔ یعنی اے مسلمانو! تم خود اپنے پر بھروسہ کیا کرو۔)

(۴) ہدایت و ارشاد کو زمانہ میں عام کرنے کے لئے مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اپنے تئیں نمونہ بنا کر دُنیا کے روبرو پیش کریں اس صورت میں کسی کی گمراہی و ضلالت سے مسلمانوں کو نقصان نہیں پہونچ سکتا (لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم مسلمانو! اگر تم خود راہ راست پر آگئے۔ تو کسی اور کی گمراہی تمہارے لئے مضرت رساں نہیں ہو سکتی)

(۵) جب کام کا قصد کرو۔ تو مذبذب نہ بنے رہو۔ بلکہ خدا پر بھروسہ کر کے شروع کر دو۔ (واذا عزمت فتوکل علی اللہ جب کسی کام کا قصد کیا کرو۔ تو خدا پر توکل کر لیا کرو۔ کہ اس کو پورا کرنے اور حد انجام تک پہونچانے میں خدا بھی ہمارا شریک ہے۔

(۶) کوشش سے کسی حالت میں غافل نہ رہو۔ کیونکہ یہی ایک چیز ہے۔ جس کے ثمرات انسان کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ اپنے پرائے کی امید پر بیٹھے رہنا مسلمان کی شان کے خلاف ہے (لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ اے نور چشم من بجز از کشتہ ندروی)

(۷) جو مذہب اسلام دُنیا کے روبرو پیش کیا جاتا ہے۔ وہ کوئی نیا مذہب نہیں ہے۔ بلکہ تمام برگزیدہ بندوں کا یہی مذہب رہ چکا ہے غرض یہ ہے کہ اس نور و ہدایت پر لوگ قائم رہیں اور فرقہ بندی سے بچیں۔ (شرع لکم من الدین ما وصّی به نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصینا ابراهیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه۔ مسلمانو! تم لوگوں کے لئے وہ مذہب شروع ہوا ہے۔ جس کی وصیت ہم نے۔ یعنی خدا نے نوحؑ کو کی تھی۔ جسے اے پیغمبر ہم نے تم پر وحی بھیجا ہے۔ اور جس کے لئے ہم نے ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو وصیت کی تھی۔ کہ دین کو قائم رکھو۔ اور فرقہ بندی نہ کرو۔)

(۸) جو کام کرو مستقل مزاج بنکر کرو۔ کیونکہ خدا اُنہیں کے ساتھ ہے۔ جن میں استقلال ہو۔ (ان اللہ مع الصابرین حقیقت میں صبر کرنے والوں یعنے ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ خدا ہے۔)

(۹) انسان کے لئے شرافت کا معیار صرف تقویٰ ہے (ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ تم میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ شریف وہی ہے۔ جو سب سے زیادہ متقی ہو)

(حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ نے تقویٰ کے معنے یہ بتلائے ہیں۔ کہ با اصول انسانی زندگی کے لئے جو چیزیں باعث مضرت ہوں۔ اُن سب سے بچتے رہنے کا نام تقویٰ ہے۔ لہذا متقی اصل میں وہ ہے۔ جو دین و دُنیا کی تمام تباہ کاریوں سے پرہیز کرتا ہو)

(۱۰) تقویٰ کے مشن میں اگر کسی کو دقتیں ہوں۔ تو ابتدائی ناکامیوں سے گھبرانہ جانا چاہئے۔ اس لئے کہ انجام کار وہی کامیاب ہونگے جو متقی ہیں (العاقبة للمتقین۔ حسن انجام اہل تقویٰ ہی کے لئے ہے۔)

(۱۱) زمین اور اس کی نعمتیں اور برکتیں سب خدا کی ملکیت ہیں خدا ان چیزوں کا وارث انہیں کو بناتا ہے۔ جن میں اس کے حاصل کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ لہذا مسلمانوں کو اگر ان نعمتوں اور برکتوں سے فائدہ اُٹھانا اور روئے زمین کا وارث بننا منظور ہے۔ تو سب سے پہلے اُن کو اپنے آپ میں صلاحیت پیدا کرنی چاہئے (ان الارض للہ یرثها عبادی الصالحون زمین سچ مچ خدا ہی کی ہے۔ اُس کے وارث وہی بندگان خدا ہونگے جن میں صلاحیت ہوگی)

(۱۲) بڑے درجہ کی کامیابی حاصل کرنی ہو۔ تو جس چیز کو

سب سے زیادہ محبوب سمجھتے ہو۔ اسی کی قربانی دو (لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ تم کبھی بھلائی کو نہ پہونچوگے۔ جب تک کہ ان چیزوں میں سے خرچ نہ کرو۔ جنہیں محبوب سمجھتے ہو۔)

(۱۳) سلامت روی خوب چیز ہے۔ اور یہی ایک دولت ہے جو خدا کے دربار میں نفع دے سکتی ہے (یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم۔ وہ دن جبکہ نہ دولت نفع دے گی نہ اولاد۔ بجز اس کے جو قلب سلیم لیکر خدا کے پاس حاضر ہو۔)

(۱۴) پستی اور تنزل کی زندگی مسلمان کے لئے حد درجہ کی ذلیل اور شرمناک زندگی ہے۔ جو لوگ اس میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور اس سے ابھرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اُن سے زیادہ بُرے اور زیانکار کوئی نہیں (ھل انبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا۔ میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے زیادہ زیانکار کون لوگ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کی کوشش پست اور متنزل زندگی میں گمراہ ہوئی اور اس پر بھی وہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ ہم اچھے کارگذار ہیں۔)

(۱۵) مسلمان اگرچہ سچ مچ کے مسلمان بنیں۔ تو دین و دنیا کی ہر طرح کی سربلندی و عزت انہیں کے لئے ہے۔ (لا تھنوا ولا تحزنوا انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ ذلیل نہ بنو۔ اور نہ رنجیدہ ہو تم اگر ایماندار ہو۔ تو تمہیں سربلند ہوگے)

(۱۶) نظام عالم کی ہر ایک ادا سے دانشمندوں کو سبق لیتے رہنا چاہئے۔ (ان فی خلق السموات والارض و اختلاف الیل والنھار لایات لاولی الالباب آسمان و زمین کی آفرینش اور دن رات کے مختلف ہونے میں دانشمندوں کے لئے نشانیاں ہیں)۔

(۱۷) سب سے بڑی دولت علم ہے۔ جو بے علم ہے۔ وہ خواہ کتنا ہی بڑا مالدار ہو۔ ذی علم کے کبھی برابر نہیں ہوسکتا (ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ کیا جو لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ اور جو تعلیم یافتہ نہیں ہیں۔ دونوں آپس میں برابر ہوسکتے ہیں۔)

یہ اور اسی قسم کے اور بہی بہت سے اصول ہیں۔ جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانی تعلیم کے مطابق زمانہ کو تلقین کی اور نتیجہ یہ ہوا کہ جبتک اس تلقین پر عمل رہا تمام زمانہ کی خوبیاں مسلمانوں ہی کے لئے مخصوص ہو گئی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی اپنے مرقد مبارک میں زندہ ہیں۔ اس لئے کہ موت اگر ہے بھی تو جسم کے لئے۔ روح پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ آپ کی مقدس نگاہیں ہمہ تن چشم بنی ہوئی ہیں۔ کہ آپ کی سالگرہ کے دن ہم آپ کی نیک نظیر سے فائدہ اٹھا کر اپنی حالت کو کس قدر درست کرلیتے ہیں اور جن اصول و ضوابط کی آپ نے تعلیم دی تہی ہمارا طرز عمل اُن سے کہاں تک مطابق ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ڈریپر جس نے آزادانہ خیالات اسلام تو کیا تمام دُنیا کے مذاہب سے بیگانہ ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتا ہے۔ تو سخت سے سخت انکار پر بھی آپ کی عظمت کا اُس کو اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ "کیا یہ ممکن ہے۔ کہ ایسے شخص کا نام تعظیم و تکریم سے نہ لیا جائے؟ یہ شخص وہ ہے جس کے اصول آج کے دن بنی نوع انسان کے ایک ثلث حصہ کے رہنما و پیشوا ہیں" ملاحظہ ہو معرکہ مذہب و سائنس صفحہ ۱۱) سوال یہ ہے۔ کہ جب اغیار تک اُس ذات پاک کی تعظیم پر مجبور ہیں۔ تو کیا مسلمانوں کو اس کا احترام نہ کرنا چاہئے۔ اور اُس کی تعلیمات کو اپنی زندگی کا اصول نہ بنانا چاہئے۔ یاد رکھو سچی تعظیم و اکرام یہی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی و الہام کے ذریعے سے ہماری فلاح و رفاہ کے لئے جو اصول قرار دیئے ہیں۔ ہم اپنی زندگی کو انہیں لائنوں پر لائیں۔ آپ کی سالگرہ کے دن آپ کی تعلیمات کو پہیلائیں اور عہد کریں کہ آئندہ سالگرہ کے موقع پر ہم میں ہر شخص ان مبارک اصول و ضوابط کا پابند نظر آئے گا۔ واللہ الموفق!

غیر معمولی ضمیمہ الحکم قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۱۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مبارک باد

---

۱۳ مارچ ۱۹۱۱ء کی صبح ساکنین الدار اور مہاجرین دارالامان کے لئے عموماً اور خاندان نبوت کے لئے خصوصاً ایک خاص فضل اور بشارت کو لیکر آئی۔ کہ حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے مشکوئے معلی میں پہلا بیٹا پیدا ہوا۔ جو خاندان احمد میں دوسرا نافلہ (پوتا) اور چراغ ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضرت احمد مغفور علیہ الصلوۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے بہت سے وعدے برکات کے فرمائے۔ جن میں سے اکثر آپ کی زندگی میں پورے ہوئے۔ اور بعض کا ظہور آپ کے بعد ہو رہا ہے ان وعدہ ہائے برکات میں سے آپ کی ذریت طیبہ کے متعلق بھی بہت سے وعدے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تیری نسل بہت ہوگی۔ اور میں تیری ذریت کو بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی"

ان بشارتوں کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے خاندان احمد علیہ الصلوۃ والسلام کو خصوصاً اور احمدی جماعت کو عموماً اس نافلہ کی مبارک ولادت سے مسرت سے مالا مال کیا ہے۔

حضرت صاحبزادہ شریف احمد سلمہ اللہ الاحد اللہ جل شانہ کے نشانات میں سے ایک عظیم الشان نشان ہیں۔ اور آپ کی ذات کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خاص انعامات کے وعدے فرمائے ہیں لہذا کیسے ہم انہیں اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھیں اس لئے آپ کی تمام تقریبیں بھی ایک نشان ہی ہیں۔ اس لئے ہم ان آیات اللہ کی تلاوت کے لئے اس مبارک تقریب پر اظہار مبارکباد کا موقعہ پاتے ہیں۔ اور بصدق دل سے اولاً حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے حضور مبارک باد عرض کرتے ہیں۔ پھر حضرت ام المومنین علیہا السلام اور آپ کے نور نظر اور خاندان احمد مغفور کے لیڈر احمدی قوم کی خوش آئندہ امید اللہ تعالیٰ کے تائے ہوئے اولوالعزم حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد دامت برکاتہم کے حضور مبارک باد عرض کرتے ہیں۔

پھر حضرت قافلہ سالار ضعفاء میر ناصر نواب صاحب قبلہ اور حضرت نانی اماں صاحبہ کی خدمت میں بہی مبارکباد دیتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ موقعہ عطا فرمایا کہ اپنی اولاد کی تیسری پشت کو دیکھیں (خدا کرے۔ وہ اپنے بچوں کی طرف سے بھی ایسی خوشیاں دیکھیں۔ آمین) اللھم زد فزد۔

پھر حضرت نواب صاحب قبلہ اور اُن کے خاندان کے حضور بہی مبارکباد عرض کی جاتی ہے۔ جن کے سلسلہ اولاد کے ساتھ آل اطہار کی زنجیر کو ملادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بابرکت کرے۔

بالآخر دعا ہے کہ ابن شریف ابن شریف اپنے بزرگوں کے سایۂ فضل و رحمت میں مدظلہ العالی کی نیم شبی دعاؤں کے ساتھ نہ صرف اپنے ماں باپ۔ نہ صرف اپنے خاندان و قوم بلکہ کل دُنیا کے لئے قرۃ العین اور نافع الناس ہونے کے واسطے تربیت پائے بڑھے پہلے اور پہولے۔ دنیا کے لئے نور اور نشان ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے فرشتے اس کی حفاظت کریں۔ اور اس کی آمد

اے آمدنت باعث آبادی ما۔

کا موجب ہو۔

ہاں! وہ اللہ تعالیٰ کے کلام مجید اور اس کے حقیقی دین اسلام کا درخشاں خادم ہو روح الحق کا سایہ اس کے سر پر ہو۔ اور وہ رکن رکین ہو ان افراد و ارکان کا جو حضرت مغفور کی تبلیغ کو دُنیا کے کناروں تک پہونچانے والے ہوں گے آمین ثم آمین!۔ بالآخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا پر اس کو ختم کرتا ہوں

شعر

کر ان کو نیک قسمت دے ان کو دین و دولت ۔۔۔ کر ان کی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت ۔۔۔ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو ۔۔۔ جاں پُر ز نور رکھیو دل پُر سرور رکھیو
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں ۔۔۔ حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں ۔۔۔ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

آمین!

ہاں! اے حریم قدس کے رہنے والو اس وقت تمہارے دلوں میں دعاؤں کے لئے خاص جوش ہے۔ اس حالت میں میں بھی ایک بات کہہ جاتا ہوں۔ کہ ان گھڑیوں میں جبکہ آپ کی جبین نیاز حضرت عزت کے آستانہ پر ہو۔ اس عاجز اور اس کی ذریت کو بھی یاد رکھیئے اور لڑ لگے کی لاج نہ بہولئے۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

طالب دعا

احقر العباد یعقوب علی عفی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلے علے رسولہ الکریم

خاتم النبیینؐ

(نوشتہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد مدفیوضہ)

ہمارا ایمان ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مخفی در مخفی تعلقات الہیہ کی وجہ سے اس بلند مقام تک پہونچ گئے تھے۔ کہ آپکے رتبہ کا سمجھنا تک نہایت مشکل امر ہے۔ بڑے بڑے عظیم الشان انسان دنیا میں گذرے ہیں۔ جنہوں نے اپنے نفسوں کو ہی پاک نہیں کیا بلکہ تو سوں کی قوموں کو سدھار دیا۔ اور وہ خدا تعالےٰ کے احکام میں ایسے منہمک ہوئے کہ بس فنا ہی ہو گئے۔ لیکن جس مقام پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قدم مارا اس تک کوئی نہیں پہونچ سکا۔ انسانی زندگی کا کوئی سا پہلو بھی لیلیں آپ منیظر ہی معلوم ہوتے ہیں۔ بچپن سے لیکر بڑہاپے تک اور بیکسی و بے بسی کیحالت سے لیکر ایک ملک کے بادشاہ ہونے تک کی مختلف حالتوں میں کوئی پہلو بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ جسمیں آپ کے طریق عمل پر کسی قسم کی حرف گیری کا موقعہ ہو بلکہ جہانتک غور کریں کمال ہی کمال نظر آتا ہے۔ اکثر لوگوں میں جنکو بادی النظر میں کامل سمجھا جاتا ہے غور کریں تو بہت سی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ لیکن یہ ایک رسول صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی ہی ذات ہے کہ نظر کو کتنا ہی باریک کرتے چلے جاؤ آپکی کمزوریاں نہیں بلکہ آپکے کمال ہی کھلتے چلے جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ بھی فرماتا ہے۔ کہ:۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى یعنے آپ کبھی بھی ہوائے نفس سے کلام نہیں کرتے تھے۔ بلکہ منشأ الٰہی کے ماتحت ہی آپ کے سب کام تھے۔ پھر فرمایا کہ:۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنے آپنے جو کچھ پھینکا وہ آپ کا پھینکا ہوا نہ تھا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے پھینکا تھا۔ اسی طرح ارشاد ہوا ہے کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنے کہدو کہ میری نماز اور میری قربانیاں اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ تعالےٰ اکیلے ہی کے لئے ہے جو رب العلمین ہے۔ غرضکہ آپنے اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے منشاء کے آگے اس طرح ڈالدیا تھا کہ آپ کی ساری زندگی میں ایک نمونہ بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ آپ نے کبھی اپنی بڑائی بھی چاہی ہو چنانچہ اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کرکے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا۔ اور آئندہ کے لئے اللہ تعالےٰ تک پہونچنے کیلئے ایک ہی دروازہ کھلا رکھا گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی اتباع کا دروازہ ہے ایک زمانہ تھا۔ جبکہ مختلف ممالک میں مختلف قوموں کیلئے انبیاء آسکتے تھے۔ اور ایک کا دوسرے سے کچھ تعلق نہ تھا۔ لیکن آپ کی بعثت کے بعد کوئی شخص مامور نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس پر رسول اللہ کی تصدیق کی مہر نہ ہو صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلے آلہ وسلم آپکے کمالات اس حد تک پہنچ پہنچے کہ آپ کے بعد کوئی مامور من اللہ نہیں ہو سکتا جبتک کہ اسپر آپ کی اتباع کی مہر نہ ہو بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ آپ کے کمالات اعلےٰ سے اعلےٰ ترقیات کی ان منازل تک پہونچ گئے کہ آپکی اتباع ... ہو چکے ہیں۔ کہ جو بڑے بڑے انبیاء کا مرتبہ ... رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل) اور آپ کا فیض قیامت تک اسی طرح جاری رہیگا۔ کسی نبی کا سو سال کسی کا دو سو سال کسی کا ہزار کسی کا دو ہزار سال تک سلسلہ جاری رہا۔ اور اس کے بعد ان کا نور تاریک دلوں کو روشن نہ کر سکا۔ لیکن آپکا نور جب تک کہ دنیا قائم ہے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دلوں کو منور کرتے ہوئے سلوک کی اعلےٰ سے اعلےٰ راہوں کو طے کرتا رہیگا۔ آپکو دوسرے انبیاء و رسل پر ہزاروں فضیلتیں ہیں مثلاً یہ کہ آپ کے لائے ہوئے دین کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ اور یہ خصوصیت کسی اور مذہب میں موجود نہ تھی۔ بلکہ وہ خاص خاص حالات کے ماتحت ہوتے تھے۔ پھر آپ کے مبارک نام کو کلمہ توحید کے ساتھ شامل کیا گیا ہے جو فضیلت کسی نبی کو نہیں دیگئی۔ یہ بھی آپ کے ختم نبوت پر ایک دلیل ہے۔

آپ پر جس زبان میں کلام الٰہی اترا ہے وہ ابتک زندہ ہے۔ اور قیامت تک زندہ رہے گی یہ فضیلت بھی کسی اور مذاہب کے بانی کو نہیں ملی۔ موسیٰ ؑ۔ مسیح ؑ۔ زرتشت ؑ۔ بدھ ؑ وید والے رشی کسی مدعی رسالت کی زبان اب تک محفوظ نہیں۔ اور کسی ملک میں بھی نہیں بولی جاتی۔ جسکی وجہ سے نہ معلوم ان کی کتب میں اب تک کس قدر تغیر ہو چکے ہیں۔

آپ کو وہ صحابہ ملے کہ کسی اور کو نہیں ملے۔ جاں نثار سپاہی فرمانبردار مدبر۔ محتاط راوی۔ مخلص حافظ قرآن۔ پاک بیبیاں۔ نیک ذریت۔ کامل خلفاء کوئی چیز بھی تو نہیں کہ جس سے آپ محروم رہے ہوں۔ اور جو آپکی تعلیم کے پھیلنے میں رکاوٹ کا باعث ہوئی ہو۔

اس کی وجہ کہ آپ خاتم النبیین کیوں ہوئے؟ یہ ہے کہ آپ کل صفات الٰہیہ کے مظہر تھے۔ اور پہلے انبیاء ایسے نہ تھے۔ چنانچہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ:۔ دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى یعنے آپ اللہ تعالیٰ سے ایسے قریب ہوئے۔ قوسیں جب ملائی جائیں تو جان کے درمیان فاصلہ رہتا ہے اتنا فاصلہ آپ میں اور اللہ تعالےٰ میں رہ گیا۔ (یعنے کوئی فاصلہ نہ رہا) بہانتک کہ وہ بھی نہ رہا اور آپ اس سے بھی قریب ہو گئے۔ یعنے آپنے اپنی کمان رکھی ہی نہیں۔ خدا کی ہی کمان میں اپنی کمان کو داخل کر دیا۔ اور اس طرح جہاں خدا تعالےٰ کا تیر چلا وہیں آپکا چلا۔ اور جسکی حمایت میں چلا آپکا تیر بھی اسی کی حمایت میں چلا تو گویا کل صفات الٰہیہ کے آپ مظہر ہو گئے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بھی ہے کہ:۔ اوتیت جوامع الکلم یعنے ہر قسم کے کمالات مجھے دیئے گئے ہیں۔ جس کی تائید قرآن شریف کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے کہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۤءَ كُلَّهَا پس آپ اللہ تعالےٰ کی تمام صفات کے مظہر تھے۔ جنکا تعلق انسان کی ترقیات سے ہے۔ اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ خاص خاص زمانوں میں اور خاص خاص قوموں اور خاص خاص ملکوں میں خدا تعالےٰ کی خاص خاص صفات کا ظہور ہوتا ہے۔ پس پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ ایک خاص صفت الٰہیہ کے ظہور کے وقت اس زمانہ کے نبی کے کمالات اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اسلئے ایک اور نبی بھیج دیا جاتا تھا۔ لیکن اب خواہ کسی زمانہ میں کسی ملک یا قوم پر کسی صفت الٰہیہ کا ظہور ہوتا ہو۔ تو رسول صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کے کمالات اس صفت کو اخذ کرکے دنیا پر پھیلانے کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ اور اس وجہ سے اب کسی الٰہی نبی یا رسول کے بھیجنے کی ضرورت نہیں رہی۔ جو آپ سے الگ ہو کر اپنا سلسلہ قائم کرے۔ بلکہ جو کمالات بھی کہ انسان حاصل کر سکتا ہے۔ وہ آپ ہی کے اتباع سے کر سکتا ہے۔

لیکن باوجود ان کمالات کے جو آپ میں پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی عبودیت ظاہر کرنیکے لئے فرماتا ہے:۔ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تا ایسا نہ ہو کہ وہ کمزور فطرتیں جو آپ سے بہت ادنیٰ درجہ کے انسانوں کو بھی خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیتی رہی ہیں۔ آپ کی شان کو دیکھکر آپ کو بھی کوئی ایسا ہی خطاب نہ دیدیں۔ اللھم صل علے محمد وعلے آل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید ٥

ملفوظات احمدؐ قادیانی علیہ السلام

ختم نبوت کے متعلق مہدی کا عقیدہ

"اور اصل حقیقت جسکی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں۔ یہی ہے۔ کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ ومن قال بعد رسولنا وسیدنا انی نبی او رسول علے وجہ الحقیقۃ والافتراء وترک القرآن واحکام الشریعۃ الغراء فھو کافر کذاب۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کرکے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بے دین ہے۔ اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائیگا۔ اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا۔ اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کر دے گا۔ پس بلا شبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے۔ اور اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ قرآن شریف کو مانتا ہے"

ہمارا پیشوا

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا | نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر | لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے | اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے | میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

اعلان ضروری

بہ تعلق تکمیل تجویز محمڈن یونیورسٹی

چونکہ اس وقت ایک عام تحریک اسلامی یونیورسٹی کے ہندوستان میں قائم کرنے کے لئے ہو رہی ہے۔ اور بعض احباب نے دریافت کیا ہے۔ کہ اس چندہ میں ہمیں بھی شامل ہونا چاہئے یا نہیں۔ اس لئے ان سب احباب کی اطلاع کے لئے جو اس سلسلہ میں شامل ہیں۔ یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگرچہ ہمارے اپنے سلسلہ کی ضروریات بہت ہیں۔ اور ہماری قوم پر بہت بوجھ چندوں کا ہے۔ تاہم چونکہ یونیورسٹی کی تحریک ایک مفید اور نیک تحریک ہے۔ اس لئے ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے احباب بھی اس میں شامل ہوں۔ اور قلمی۔ قدمی۔ سخنے۔ درمے مدد دیں۔

نورالدین

اشتہار نورالابصار

بسو گفتند کہ زر مغربی است
چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست

اس لئے مختصراً عرض ہے کہ میرے پاس اصلی ممیرا اور اس کا سُرمہ موجود ہے۔ جس صاحب کو ضرورت ہو۔ ایک دفعہ منگا کر آزما دیکھے۔

ممیرا قسم اوّل۔ قیمت فی تولہ دس روپیہ ۱۰
ممیرا قسم دوم۔ قیمت فی تولہ پانچ روپیہ ۵
سرمہ ممیرا قیمت فی تولہ دو روپیہ چار آنہ مقرر ہے
غرباء کیلئے خاص رعائت ہوگی۔

المشتہر
حکیم محمد یمین از داتہ۔ مانسہرہ ضلع ہزارہ

نشانات میرزا

امرتسری منک کے رسالہ السلامات میرزا منک کے جواب کا اعلان

بہت ہی احباب نے مسرت آمیز اور حوصلہ افزا خطوط لکھنے شروع کئے ہیں۔ شیخ ہاشم علی صاحب خلیفہ سلسلہ نے بڑے جوش سے خط لکھا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی احباب ہر طرح سے مدد دینے کے لئے تیار نکل رہے ہیں۔ میری رائے میں یہ کتاب مفت تقسیم ہونی چاہئے۔ اگر ایک سو احباب ایسے نکل آئیں۔ جو اس کی دس دس جلدیں لیکر مفت تقسیم کرنے کا وعدہ کریں۔ تو ایک ہزار کاپی مفت شائع ہو سکتی ہے۔ یعنی سردست دو ہزار کاپیاں اس رسالہ کی چھاپنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ یہ رسالہ اخیر مارچ سنہ ۱۹۱۱ء تک انشاء اللہ العزیز شائع ہو جائے۔ جو لوگ مفت تقسیم کے لئے تیار ہوں۔ وہ اپنے ناموں سے اطلاع دیں۔ کوئی رقم سردست اس مقصد کے لئے میرے پاس نہ بھیجنی چاہئے۔ بلکہ جس وقت کتاب نصف کے قریب پریس میں چلی جائے گی۔ اس وقت میں انشاء اللہ العزیز اطلاع کردوں گا۔
اب صرف درخواستیں بھیجنی چاہئیں۔

الفضل احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔